تحریکِ خلافت میں پاکستان کی نرگسی ریاست

(منصوبہ، اس کا انجام اور سہ نقاطی اصلاح)

تحریر از: ڈاکٹر سید بنیاد علی آفتائی

منتظر دانش: میں آج تک قیامِ پاکستان کی تاریخ میں مولانا شوکت علی جوہر اور محمد علی جوہر کی تحریکِ خلافت کو سمجھنے سے قاصر ہوں، کہ آخر وہ چاہتے کیا تھے؟ اس تحریک کا کردار تشکیلِ پاکستان میں میرا خیال ہے، سوائے نصابی وزن بڑھانے کے اور کچھ نہیں!۔

نگاہ دار: البتہ میں سمجھتا ہوں کہ خلافت تحریک میں عوام کو صرف ایک مشق، یعنی Public drill کروائی جا رہی تھی۔

منتظر دانش: یعنی یہ کوئی ردِ عمل میں اٹھایا جانے والا قدم نہ تھا؛ بلکہ ایسا سکرپٹ Script، کوئی منصوبہ تھا، جس سے عوام کا کوئی شعوری ناطہ نظر نہیں آتا۔

نگاہ دار: اگر یوں ہی نہ ہوتا، تو پھر کیوں انگریز سرکار نے اس تحریک کو **"جنگِ آزادی"** کی طرح کوئی بغاوت قرار نہ دیا؟ کم از کم دو میں سے ایک **جوہری** کو تو بھگت سنگھ کی طرح عبرت بنانا بنتا تھا! لیکن ایسا نہ ہوا۔ کیوں؟ اس کیوں میں ہی اصل سوال ہے، جس میں آپ کو بھی اپنا پوشیدہ جواب موجود ملے گا۔

منتظر دانش: آپ کی بات بیشک قابلِ فکر ہے۔

نگاہ دار: وہ کیسے؟ آپ اس سے کیا مطلب اخذ کریں گے؟

منتظر دانش: میں فی الحال اتنا تو کہہ سکتا ہوں کہ Pan-Islamism کے حوالے سے بھی اگر بات کی جائے تو یہ **اسلامی آئیڈیالوجی** کی بجائے خلافت کی صورت میں محض ایک سیاسی آواز رہ چکی تھی۔

نگاہ دار: **پان اسلام ازم** تو ایک بہانہ تھا اس تحریک میں۔ سارا کھیل دراصل **مغربی سامراج کے سرمایہ داری نظام** کو بچانے کیلئے کھیلا جا رہا تھا۔

منتظر دانش: مغربی سرمایہ داری نظام اور سامراج کو ایسا کون سا خطرہ لاحق ہو گیا؟

نگاہ دار: آپ بھول رہے ہیں؛ شاید اس زاویے سے دیکھ نہیں پائے، کہ روس میں اس سے قبل 1917ء میں Socialist Revolution برپا ہو چکا تھا۔ چنانچہ خلافت تحریک کا اصل منشاء تھا ہی یہ کہ **انقلابِ روس** کو روکنے کیلئے بروقت تیاری شروع کر دی جائے، جو مغربی سامراج کے انڈیا میں قائم کردہ سرمایہ داری نظام کی لعنت کو اپنی سرخ آندھی

میں ملیامیٹ کرنے کیلئے پیش قدمی کر رہا تھا۔ یوں اس تحریک کے اُکسائے گئے چراغ تلے صرف geoeconomics کار فرما تھی۔

منتظر دانش: یوں تو انگریز سرکار اور **جوہر برادران** کے ہاں ملی بھگت ہوئی۔

نگاہ دار: مجھے کسی کو مقدس گائے بنانے کا شوق ہے نہ جلدی۔ اتنا ضرور ہے کہ وہ بھگت سنگھ بالکل نہ تھے۔

منتظر دانش: آپ کہنا چاہتے ہیں کہ British capitalism نے روسی اشتراکیت کو روکنے کیلئے آئندہ پاکستان کی شکل میں ایک **بفر سٹیٹ** تشکیل دینے کی مہم کا آغاز تحریک خلافت سے کر دیا۔

نگاہ دار: جی ایک Confrontational state کو قیام میں لانا تھا جہاں سے بیٹھ کر Bolshevism کی لادینیت کے خلاف مسلمانوں کی مذہبیت کو اُبھار کر استعمال کیا جائے۔

منتظر دانش: اس تحریک کے اصلی ہونے میں آپ مذہبی تضّاد کو کیسے پیش کریں گے؟

نگاہ دار: ہم یہ کہہ چکے ہیں کہ مغربی سرمایہ داری نظام کا یہ تحریک حصہ تھی۔ رہا سوال کہ اسلام کا **سیاسی نظریہ** کیا ہے، تو اس پر بحث ہو گی؛ فی الحال یہ بتانا ضروری ہے کہ ترکوں کا کسی **خلافتِ الٰہیہ**، خلافت عثمانیہ کے اسلامی ہونے سے کوئی لینا دینا نہیں تھا؛ آپ نے خود کہا کہ ترک خلافت ایک سیاسی مظہر تھا پان اسلام ازم کے نعرہ میں۔ یہ مسلمانوں کی اپنی سیاسی مفادات کیلئے کوئی تحریک یا سلطنت تو ہو سکتی ہے؛ لیکن یہ کہیں ضمانت نہیں کہ مسلمان ہونے میں روحِ اسلام کی موجودگی لازم ہو: ورنہ پتہ چلے کہ تمام مسلمان اہل جنت قرار پا گئے۔

منتظر دانش: (ہنستے ہیں) اُلٹا سارے فرقے اس حدیث پر اجماع کر کے بڑے خوش اور مطمئن ہیں کہ تہتر فرقوں میں سے صرف ایک ناجی ہے۔ اب باقی دنیا والوں کا تو حال معلوم نہیں، لیکن اپنا اِن کو حتمی علم ہے کہ 96 فیصد دوزخ میں ہی ملیں گے۔ میں حیران ہوں کہ ایک مسلمان دوسرے کو دوزخ میں پہنچا کر کیوں اتنا خوش ہے؟ کدھر ہے وہ حدیث کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ ہو۔

نگاہ دار: معلوم ہوا کہ مسلمان ہونا آزمائش ہے، نہ کہ بذاتِ خود کوئی معیار۔ خود اسلام کا میعار ہونا اصولی اور الگ بات ہے۔ **ظاہری عبادات و اعمال کی عادت** ہرگز کسی عابد کے مؤمن ہونے پر دال نہیں ہو سکتی؛ جو عین ممکن ہے اپنے **معاملات** میں نہایت بددیانت، دھوکے باز، جھوٹا، ظالم، فاسق اور فاجر ہی ہو۔

منتظر دانش: قرآن میں اسی لئے باقاعدہ **سورۃ منافقون** ہے۔

نگاہ دار: آپ جانتے ہیں کہ کسی بھی ریاست کو اپنے قیام وبقا کیلئے دو نہایت اہم چیزیں اصولاً درکار ہوتی ہیں: Power (i)

(ii) Legitimacy ریاست موثر طور پر فعال ہی تب ہوتی ہے جب ان دونوں کے مابین ایک متوازن Equilibrium قائم ہو جائے۔ کیا آپ نے کبھی غور فرمایا کہ مغرب نے یہ ہر **طرف جمہوریت اور آزادی** کا ڈرامہ کیوں رچار کھا ہے؟ اس لئے کہ اپنے جرائم اور جارحیت کو **قانونی حیثیت** (Legitimacy) میں ملبوس کر سکے۔ سماجی نفسیات کو لگام پہنا کر آج مغرب مذہب کی جگہ ایسے نعرے بلند کرواکے اپنی ریاست کی اجارہ داری کے قیام واسطے عوامی رائے کو ہموار کرتا ہے؛ تاکہ، عوام خود کو ریاستی طاقت میں برابر کی شریک گمان کرتی رہے؛ مست رہے؛ رکاوٹ نہ بنے؛ گائے کی طرح ٹیکس کا دودھ دیتی جائے: ورنہ اگر جانوروں نے فارم پر بغاوت کر دی تو وقتی طور پر سب اپنی جگہ سے ہٹا دیا جائے گا۔ اسی لئے طاقتور ریاست کو بھی قانونی حیثیت کے قیام میں لوگوں کی نفسیات کو قابو رکھنے کیلئے مذہب، انسانیت اور جمہوریت کا اپنے آپ کو **سرپرستِ اعلیٰ** ظاہر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ ہی وہ طاقت ہے جس کو قانون کی زبان میں **اقتدارِ اعلیٰ،** مطلب Sovereignity کے نام سے مشہور کر کے لوگوں کی اکثریت کو ہمیشہ سے احمق بنایا جاتا رہا ہے۔

منتظر دانش: اگر عثمانی ترکوں کو خلافتِ الٰہیہ کا استحقاق حاصل نہ تھا تو پھر سقوطِ بغداد کے بعد کیوں عباسی جلاوطن خلیفہ نے خلافت کا پروانہ امتِ مسلمہ کی قیادت واسطے ترک سلطان کو سونپا؟

نگاہ دار: کوئی خلافتِ الٰہیہ کا ٹھیکدار ہے جو اپنے تئیں یہ عظیم منصب بانٹتا پھرے؛ بیشک کوئی اموی، عباسی کیا فاطمی ہی کیوں نہ ہو؟ کیونکہ خلافت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مقام ہے جو آدمؑ کو معرفت کے عوض زمین پر آنے سے قبل ہی اصولی طور پر عطا کیا جا چکا۔ اس پر مفصل بحث ہم اپنی کتاب، **"عصمتِ آدمؑ اور ابلیس"** میں کر چکے ہیں۔ یوں خلافت کا علمی ہونا ایک نصِ قرآنی ہے۔

منتظر دانش: اس منصبِ خلافت کیلئے ہمارے پاس کیا کوئی ایسی معتبر حدیث ہے جسمیں ترکوں کا حصہ ثابت نہیں ہوتا؟

نگاہ دار: خلافتِ الٰہیہ کی قانونی حیثیت کو نبی پاک ﷺ باقاعدہ **خلفاء اثنا عشر** کیلئے مختص فرما چکے۔ اُن بارہ کی برحق تعداد آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کے نقباء کے برابر بتاتے ہوئے واضح کر دیا کہ وہ **سارے کے سارے قوم قریش سے ہی ہوں گے**۔ اب وہ کون کونسے ہیں، ہماری اس سے بحث نہیں؛ کیونکہ آج تک متواتر اِن بارہ کو ایک سلسلے میں پرونا، زبردست رسہ کشی کا سبب رہا ہے۔

منتظر دانش: کیا انہی خلفاء اثنا عشر کی خلافتِ الٰہیہ کو **خلافتِ راشدہ** کہا جاسکتا ہے؟

نگاہ دار: جی کہہ سکتے ہیں البتہ صفاتی معنوں میں۔

منتظر دانش: وہ کیوں؟

نگاہ دار: لفظ خلافتِ راشدہ عباسی دور کی پیداوار ہے۔ یہ کسی تعداد کیلئے نہیں؛ بلکہ خلافت خلفاء اثنا عشر کے برحق ہونے کی تعریف کی گئی ہے۔

منتظر دانش: چونکہ یہ حدیث **"خلفاء اثنا عشر"** میرے لئے اجنبی معلوم ہوتی ہے؛ لہٰذا میں چاہوں گا کہ تسلی کیلئے معلوم کروں کہ آیا کسی صحابی کے علاوہ، کونسے محدثین، مورخین اور مفسرین نے اس روایت کو پیش کیا ہے؟

نگاہ دار: اگر تفصیل بیان کروں تو کتاب نہیں کم از کم ایک اچھا خاصہ رسالہ بن سکتا ہے۔ البتہ اہم ترین صحابہ اکرامؓ میں یہاں جابر بن سمرہؓ، عبد اللہ ابن مسعودؓ اور حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کے نام کافی اور سرِ فہرست ہیں۔ اس حدیث کے معتبر ہونے کیلئے یہ جاننا کافی ہونا چاہئے کہ اسے صحیح مسلم، جامع ترمذی، مسند احمد حنبل، سُنن ابو داوٗد، فتح الباری، البدایہ و النہایہ، صواعق المحرقہ کے ساتھ ساتھ علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء اور اپنی تفسیر در منثور میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

منتظر دانش: ایسی گراں قدر حدیث کے بعد میرے لئے کم از کم یہ تسلیم کر لینے میں کوئی تردد باقی نہیں بچتا کہ اسلام میں خلافت کا Divine Right صرف خلفاء اثنا عشر، جو راشدین ہیں، کیلئے ہی مخصوص کیا گیا ہے: جسمیں عجمی تو درکنار، غیر قریشی عرب بھی لائق شمولیت نہیں۔

نگاہ دار: دنیا طاقت اور فریب کے بل بوتے پر صاحبِ اقتدار ہوتی چلی آئی ہے؛ لیکن یاد رہے کہ تخت کا مطلب رسول ﷺ کا منبر نہیں ہونا۔ منبرِ رسول ﷺ پر؛ رسول ﷺ کی جگہ؛ رسول ﷺ کا خلیفہ رسول ﷺ کی نیابت میں؛ بغیر کمی یا زیادتی کئے، قرآن کے علم کا وارث ہی ہونا چاہئے۔ منبر کوئی لکڑی کا چبوترہ نہیں: منبر صاحبِ علم کیلئے بلندی کا نام ہے۔

کیا خلافتِ الٰہیہ کسی طاقتور کی بھینس ہے جس کے بھی ہاتھ میں لاٹھی آجائے؟ اللہ کا قانونِ خلافت تو علم اور بلند ترین اخلاق پر استوار ہے؛ اسے کسی طرح ڈارون کے قانون بقائےِ حیات کی فطرتی جنگ و جدل پر قیاس کرنا قطعی ظلم ہو گا۔

منتظر دانش: میں سمجھتا ہوں کہ خلافت کا یہ زبردستی دعویٰ فقط عثمانی ترکوں تک ہی محدود نہیں کیا جاسکتا؛ بلکہ یہ **منگولی استحقاق** کا ابتدائی نظریہ ریاست و خلافت اسلام کے نام پر بنو امیہ باقاعدہ تفسیر بالرائے کے سہارے قائم کر چکے تھے۔

نگاہ دار: کیا خوب ہو گا کہ آپ مسلمانوں کے اس **منگولی اصولِ سلطانی** پر تھوڑا کھل کر تبصرہ کریں۔

منتظر دانش: آپ **سورۃ النساء** کی آیت نمبر 59 ذرا ترجمہ کیجئے گا۔

نگاہ دار: **"اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ اور اولی الامر کی"۔**

منتظر دانش: حکومت پرست، سلطان دوست علمانے یہ نظریہ قائم کر رکھاہے کہ اس آیت میں **"اولی الامر"** سے مراد **حاکمِ وقت** ہی لی جائے گی۔

نگاہ دار: حاکم وقت کیلیئے معیار کیاہو گا؟

منتظر دانش: کوئی بھی۔

نگاہ دار: بے شک وہ ظالم، جابر، فاسق، فاجر ہی کیوں نہ ہو؟

منتظر دانش: بے شک ہو۔

نگاہ دار: (حیرت میں مسکرا کر) کمال کا اسلام ہے اِن لوگوں کا! حالانکہ اسلام میں تو ایسے گھناؤنے کرداروں کی آیاتِ مقدسہ نے واضع الفاظ میں مذمت اور اُن پر لعنت کی ہے۔

منتظر دانش: اِن Utilitarianist علما کا ماننا ہے کہ حکمران خواہ لاکھ ظالم اور فاسق ہو؛ کم از کم یہ کبھی نہیں چاہتا کہ ملک میں بے چینی اور بغاوت پائی جائے۔ اس کی موجودگی ہی ابتری اور طوائف الملوکی کے خلاف ضمانت ہے۔ اس سلسلے میں اگر وہ عوامی سرکشی، نفرت اور مخالفت کو دبانے کیلیئے کوئی متشدد اقدامات کرے، تو اس میں بھی رضائے الٰہی شامل سمجھی جائے۔

نگاہ دار: موقعہ پرستی بھی خونِ ناحق کو چھپانے کیلیئے کیا شاندار موقف اختیار کرتی آئی ہے۔ شیکسپئر نے صحیح کہا تھا:

"The devil cites scripture for his Purpose"۔

منتظر دانش: یہی وہ شیطانی سوچ تھی جس نے باقاعدہ **مذہب ارجاء** آل امیہ کیلیئے ایجاد کر رکھا تھا۔ عوام کا جابر حکمران کے خلاف منہ بند کروانے کیلیئے یہ عقیدہ رائج کر دیا کہ کسی مسلمان پر اعتراض اور تنقید کرنا اسلام میں جائز نہیں۔ دل میں بس ایمان ہونا کافی ہے، اور باقی سارے گناہ اور جرائم، قیامت والے روز اللہ، جو غفور و رحیم ہے، تمام مسلمانوں کے معاف فرما دے گا۔

اس کے بعد یہ سمجھنا ہمارے لئے آسان ہو جانا چاہیے کہ یزید والے کیوں اسقدر مطمئن تھے جب وہ فرزندِ رسول ﷺ اور آل نبی ﷺ کی بے پردہ خواتین اور معصوم بچوں کو شہر شہر، گلی گلی بڑے فخر کیساتھ ذلیل و خوار کرتے ہوئے امیر شام کے دربار میں پہنچے؟ اس لئے کہ انہیں بتایا ہی یہ گیا تھا کہ حاکمَ وقت کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہوتی ہے۔ ان کو بھلا کیوں کوئی فرق پڑنا چاہیے اگر خلیفہ وقت کے فرمان کی تکمیل میں روضہِ رسول ﷺ کو ہی اصطبل بنایا، یا خانے کعبے کو مسمار کرنا پڑ جائے؟۔

نگاہ دار: آپ نے تو اس قدر ناقص نظریہ سیاست کا کیا مدلل بھانڈا پھوڑا کے رکھ دیاہے۔ اُنہوں نے نالائق حاکم کو ہٹانے کا کوئی راہ ہی نہیں رکھا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی ساری Legitimacy اپنے مذہبی جذبات و عقیدت میں اہل اجتہاد و

اجماع Power کے ارد گرد چکی کیطرح گھوماتے چلے آرہے ہیں۔ہارون ایسے ہی تو نہیں ابو یوسف قاضی کو اپنی سر آنکھوں پر بیٹھاتا تا!خود ہی فیصلہ کریں کہ اِن ظالمین کی Political Theories کا روحِ اسلام سے کسی قسم کا کوئی تعلق، کوئی لینا دینا بنتا ہے؟ یہ تو اپنے خراب خون میں آچاریہ چانگیہ اور میکاولی کے رشتہ دار ثابت ہوتے ہیں۔

ریاست کے غیر اسلامی تصور پر ہم نے اپنی کتاب The Shiite Spirit of Islam اور مضمون The Mythology of Islamic State میں سیر حاصل بحث کی ہے۔

منتظر دانش: کیا دیدنی نامقعولیت ہے کہ عرب دنیا تو ترکی تسلط سے چھٹکارا چاہتی تھی؛ جبکہ انڈیا کے باسی مسلمان ترکوں کی حاکمیت کیلیئے تڑپ رہے ہیں!خود اپنی غلامی کی تو کوئی پرواہ نہیں، لیکن ترکوں کی خود مختاری کیلیئے اپنے آپ کو داؤ پر لگانے تک کیلیئے بے تاب ہیں۔اب ذرا ہندوستان کے اسلام زدہ مسلمانوں کی افغانستان کیطرف ہجرت کا حال سنیئے۔ جو نہی یہ فرضی مہاجرین سرحد پر پہنچے، تو یہ ہمسایہ مسلمان ملک ایسا بد لحاظ اور بے شرم نکلا کہ بجائے وقتی پناہ کیلیئے کچھ بندوبست کرتا؛ اُلٹا فقیروں نے بندوقیں تان لی بے بس و بے یارو مدد گار لوگوں پر۔یہ اصل حال ہے منافق اور باہمی دشمن مسلمان ممالک کا: جبکہ ادھر شوق چڑھا تھا دنیا میں خلافت بحال کروانی ہے۔

نگاہ دار: تُرک تو خود خلافت سے بیزار، اس سے جان خلاصی چاہتے تھے۔ یہ تو اب جوہر برادران کے بھوت سے ہی کوئی پوچھے کہ اس بے ڈھنگی تحریک سے بھلا انہیں کیا منافع اور کتنا ہوا؟ ویسے مفت میں تو ایسی تحریکیں نہیں چلا کرتی۔البتہ آپ نے کبھی اس پہلو پر غور کیا کہ شاید انگریز نے اس لئے تحریک کو نہ روکا ٹوکا کہ وہ اسکی ناکامی آغاز ہی میں بھانپ چکا تھا۔

منتظر دانش: غالباً!

نگاہ دار: وہ کیسے؟

منتظر دانش: روزِ اول سے یہ تحریک سیاسی اور مذہبی تضادات کا مجموعہ تھی۔

نگاہ دار: مطلب Crown کو معلوم تھا۔

منتظر دانش: (کچھ غیر یقینی طور پر) کیا کہا جا سکتا ہے؟ البتہ ہندو مسلم، دونوں ہی تحریکیں ناکام ثابت ہو گئیں۔

نگاہ دار: (ہنستے ہوئے) ناکام کیوں؟

منتظر دانش: وہ کیسے؟

نگاہ دار: پاکستان تو بن گیا!

منتظر دانش: بات تو ٹھیک ہے۔

نگاہ دار: جب انگریز تحریک کی ظاہری ناکامی کے پیچھے آئندہ کامیابی کو حجاب میں دیکھ رہا تھا، تو کیوں کر اس عوامی ڈرامے کو بغاوت اور جوہر برادران کو بھگت سنگھ قرار دیتا؟

منتظر دانش: انگریز کی کامیابی کس صورت میں نمودار ہوئی؟

نگاہ دار: اُس نے مسلمانوں میں خلافت کا جنون پیدا کر دیا۔ اتنے دور رس نتائج بر آمد کروائے، کہ سکرپٹ کے مطابق قیام پاکستان کے بعد بھی آج تک فقط اداکار ہی بدلتے چلے آ رہے ہیں۔ تحریک کے بعد مسلمانوں میں عملی طور پر علیحدگی کے مزاج اور روش کو نہایت تدریجی سطور پر سیاسی آگاہی کے نام پہ واضع تر کیا جانے لگا۔

منتظر دانش: مشرقِ وسطیٰ میں جس طرح اسرائیل عربوں کو قابو کرنے کیلئے قیام میں لایا گیا۔

نگاہ دار: جی بالکل۔ دیکھیں مصطفیٰ پاشا تو جدیدیت کا دلدادہ، خود بانی تھا **Kemalism** کا۔ اپنی مذہبی، ثقافتی، ادبی اور تاریخی وراثت سے بیزار، مصطفیٰ اتاترک نے اپنا عربی رسم الخط تک بدل کر قوم کو نفسیاتی طور پر مغرب کیطرف منتقل کر دیا۔ ترک قوم خود کو یورپ سے الگ پچھلی اسلامی شناخت میں **خود سے بے گانہ** محسوس کرنے لگی۔

چنانچہ اس کے بعد اب برطانیہ اپنے مقصد کیلئے مسلم قوم کو انڈیا میں علیحدگی کیلئے نہایت پیچیدہ انتظامی اور دستوری مشقیں کروانے لگا۔ کبھی مشن، تو کبھی کمیشن؛ کبھی وفد، تو کبھی کانفرنس!

منتظر دانش: واقعی ہمیں لوگوں میں بے گانگی کی تحریک یہاں سے ہجرت کر جانے میں نظر آتی ہے۔

نگاہ دار: یہ Self-alienation ھیگل یا مارکس کے احساس سے عبارت نہ تھی؛ بلکہ **دو تہذیبوں کے تصادم** سے نکلنے والا جذبہ تھا۔ یہ نفرت انگیز بیگانگی ذات پیدا کرنا ہی انگریز کے مطلوبہ ہدف کیلئے اہم ترین راستہ تھا۔

چنانچہ **Huntington** کی زبان میں ہم کہیں گے کہ برطانوی پالیسی نے ہندوستان کو ایک **Cleft Country** بنا ڈالا۔ ترکی جو خود ایک **Torn Country** تھا نفسیاتی طور پر، اسے ہمارے لئے ایک مثال بنا دیا؛ ہم ہندوستان میں صدیوں سے رہنے والے راتوں رات اپنی ہی سرزمین سے اجنبی ہو گئے۔ اسی **Torn sense** کو تدریجی منازل میں منصوبے کے مطابق ڈھالتے ہوئے انڈیا کو ایک **Cleft Land** میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ ایک ہی جگہ دو مختلف تہذیبوں کا احساس تحریک خلافت و ہجرت کے توسل سے **متصادم حقیقتوں** میں بدل دیا گیا۔ مزید تسلی کیلئے اس سے قبل سابقہ عارضی تقسیم بنگال کی مثال مستقل علیحدگی کیلئے تمنا کو امید سے یقین میں بدلنے کیلئے کافی تھی۔

منتظر دانش: ایسا لگتا ہے کہ **دو قومی نظریئے** کو ہی حقیقت بنایا جا رہا تھا سو شلسٹ مخالف مفاد کے حصول میں۔

نگاہ دار: یہ علیحدہ پسندی (**Separatism**) کس حد تک بناوٹی تھی یا فطرتی، آئندہ حالات، واقعات خود ہی ثابت کرتے جائیں گے۔ جہاں تک ''دو قومی نظریئے'' کا معاملہ ہے، تو اس کے سقوطِ ڈھاکہ نے پرخچے اُڑا دیئے۔ خود پاکستان سوویت

یونین کے بعد، جو **اسلامی آئیڈیالوجی آف خلافت** کا ٹھیکدار سمجھے بیٹھا تھا اپنے آپ کو، آخرکار ایک **نرگسی ریاست** ثابت ہوتا ہے۔

منتظر دانش: آپکا لفظ "نرگسی ریاست"، **Narcissistic State** نہایت ہنرمندانہ اور معقول اصطلاح ہے۔یعنی تحریکِ خلافت میں ایک نرگسی ریاست کا منصوبہ کارفرما تھا۔

نگاہ دار: روسی طاقت سوشلسٹ انقلاب کے الہ دینی چراغ سے برآمد کوئی دیونہ تھا؛ بلکہ یہ تاریخی حقیقت جاننا ضروری ہے کہ نپولین کی شکست کے بعد **Congress of Vienna** میں رُوسی شہنشاہ الیگزنڈر اوّل نے یورپ کو اچھی طرح یہ بر آور کروادیا کہ روسی عالمی قوت بین الاقوامی معاملات کے باہر کھڑی کوئی تماشائی نہیں بلکہ نہایت خطرناک کھلاڑی کی حیثیت سے **عالمی تجارت اور سیاست** کیلئے زمین کے ساتھ ساتھ سمندروں میں بھی اپنا مقام حاصل کر کے رہے گی۔ یوں انڈیا کی طرف پیش رفتی کرنا تاریخی نقطہ نظر سے روس کو سمجھنے کیلئے فراہم کی ہے۔

ادھر ہندوستان میں لوگ نہ صرف کسی مسیحا کے منتظر تھے، بلکہ جب 1917ء میں برطانیہ کو شمال مغرب کیطرف سے انقلاب کی سرخ آندھی اُٹھتی نظر آنے لگی تو گلیوں میں اپنے قتل عام سے بچنے کیلئے بروقت سامراجی جھنڈا اسنبھالنے کی تیاری شروع کر دی: لیکن روس تو برصغیر میں آکر آہستہ آہستہ مغرب کو اقتصادیاتی اور سیاسی طور پر سارے مشرق سے بے دخل کر دے گا۔ چنانچہ انڈیا کو آزادی دیکر تقسیم کر دیا جائے، کیونکہ آزادی کے نئے نئے شوق میں انڈین کبھی بھی روس کو انگریز کے بعد اپنا حکمران تسلیم کرنے کیلئے آمادہ نہ ہوں گے۔ رہا معاملہ مسلمانوں کا، تو وہ اپنی ریاست کو مذہبی جنون میں دوبارہ خلافت کی عالمی سلطنت بنانے میں Russian Expansion کیساتھ بھی متصادم ہونے سے گریز نہ کریں گے۔

یہ وہ منصوبہ تھا جسے تحریکِ خلافت کی مشق بازی میں فتح پسند **Triumphalism** نفسیات کو بے گانگی ذات ختم کرنے کے بہانے فروغ دینا شروع کیا گیا جسمیں ہندوستان کے مسلمان خود کو ترکی کی جگہ پوری امت کے مستقبل قریب میں ذمہ دار راہنما اور سپہ سالار **گمان کر رہے تھے**۔ لیکن چین سے لیکر دوبارہ سپین تک کفار سے نبرد آزما ہونے سے قبل یہ ضروری سمجھا گیا کہ پہلے مشرکین ہند سے الگ ایک پاک ریاست بنائی جائے۔ سر محمد اقبال نے تو باقاعدہ اُسے خواب میں بھی دیکھ لیا! کیا پتہ اس عالمگیر پاکستانی جہاد میں امام مہدیؑ کا ظہور بھی شامل ہو جائے۔ بہر حال یہ وہ الگ ریاست کا منصوبہ تھا جسمیں پہلا ٹکراؤ روسی دھریوں کے کافرانہ اقتصادی نظام سے اٹل تھا، جو اللہ کی عبادت کے مخالف مارکس اور لینن کو اپنی ضروریات کے بت بنا کر پوجتے تھے۔

منتظر دانش: مطلب انگریز نے ان کو **آزادی کے نشے** میں روس سے لڑوانا تھا۔ کیا پدی، کیا پدی کا شوربہ! حالانکہ یہ انڈین مسلمان تو اپنی کثرت میں **شودر طبقے** سے داخل اسلام ہوئے۔ یہ مسکین تو خود ترکوں، عربوں، مغلوں کی یلغاروں، تو دوسری

طرف اعلیٰ ہندو ذاتوں کے معاشی اور سماجی مظالم سے چھٹکارا پانے کیلئے مسلمان ہوئے۔ ان کا کسی مسلمان فتح سے کیوں کوئی تعلق ہوتا تھا؟

نگاہ دار: یہ ہے احمقوں کی جنت میں رہنا۔ یہ خوش گمانیاں ہی لوگ کی تعریف ہے ایمان کی۔ اسی سلسلے میں ہندوستان پر بیرونی حملہ آوروں کی **سامان بردار پٹھان قوم کو** اُن کی غیرت، آزادی اور بہادری کے جھوٹے افسانے سنا کر شمالی تاجکوں اور مغربی ترکوں، لسان فارسی والوں کے خلاف نبرد آزمائی کیلئے کھڑا کر دیا۔

منتظر دانش: یہ بڑا دلچسپ امر ہے کہ جانا جائے، کس طرح انڈین مسلمانوں کی مذہبی نفسیات کو مستقل بنیادوں پر تیار کر کے خلافت کے جہادی جال میں پھنسایا گیا۔

نگاہ دار: سوویت دشمن **سامراجی اسلام** کو انگریز نے مسلمانوں کی جس **"فتح پسند نفسیات"** (Triumphalist Psychology) میں دریافت کیا یا اکسایا؛ اُس کو **اسلام پسندوں** کے تین طبقات میں بانٹا جا سکتا ہے:

اول: جو جدید تعلیم سے آراستہ اور معاشرے کو کنٹرول کرنے والے منطقی قوانین و قواعد کی فطرت اور تشکیل کے فلسفے سے اچھی آگاہی رکھتا ہے۔

دوم: علمی طور پر روایتی علوم سے باہر کی دنیا کا غیر معقول علم اور سطحی مطالعے کا حامل طبقہ۔

سوم: آخر میں وہ اکثریت جس کیلئے غور و فکر مترادف گناہ ہو۔ اس عوامی ریوڑ کے ہاں ایمان خالص کی تعریف عقل و فہم کا تجزیے اور تنقید کی غلاظت سے پاک و صاف ہونا ہے۔

باوجود تمام سطحی، معلوماتی اور اقتصادیاتی اختلافات کے اِن تینوں **اسلام پسندوں** میں **مذہب کے نام پر عالمی سامراجیت کا شوق** ایسے ہی مشترکہ ہے، جیسے مثلث میں سہ اضلاع کی یگانگی۔ اس ہی مشترکہ نفسیات کے اُبھارنے اور شہ دینے کو Islamization کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔

اب پڑھے لکھے طبقے کی ذہنی تربیت کیلئے **غلام احمد پرویز** کی سوچ کو سامنے لایا گیا۔ اس شخص کیلئے بڑا آسان کلیہ یہ تھا کہ بس **اقبال** کی شاعری جو خودی کو ابھارتی ہے، اسے نثر میں Rationalize کرنا ہو گا؛ اور جہاں کہیں اسلام میں اہل بیت علیہ السلام کے اعلیٰ مقام کی موجودگی کا ہلکا سا شک بھی پڑے، فوراً اس کو ذکر سے غائب کیسے کرنا ہے، کوئی اس سے پوچھے! اُس کیلئے بس قرآن کافی ہے۔ مطلب اپنی رائے پر قرآن کو کھینچ تان کر گواہ بنا لینا۔

منتظر دانش: وہ تفسیر بالرائے کا جدید داعی تھا۔

نگاہ دار: جی ہاں۔ اب دوسرے طبقے کو قابو کرنے کیلئے مودودیت کو فروغ دیا گیا۔ ان صاحب نے شریعت کو قائم کرنے کیلئے **ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ** کی مثالی نمائندگی اردو پڑھنے والوں کیلئے اختیار کی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مودودی کا قاری یا طالب علم کبھی جدید سیاسات، عمرانیات اور فلسفے کے ساتھ ساتھ سائنس کے اصولوں سے اعلیٰ آگاہی بلاواسطہ نہیں، بلکہ تراجم کی صورت میں ہی رکھ سکتا ہے۔ جوں ہی مودودی کے طالب علم میں علمی یا عقلی خود مختاری آئے گی، وہ **پرویزیت** اختیار کرنا شروع کر دے گا: البتہ یہ ممکن ہے کہ وہ آخر الزکر کے انکارِ حدیث اور تاریخ سے اتفاق نہ کرے۔

جبکہ تیسرا عوامی عقل دشمن طبقہ کسی **پرویزیت** یا **مودودیت** سے شوق ہی نہیں بلکہ اِن جیسوں سے بیزار ہے۔ ان کیلئے ہدایت کا سرچشمہ گاؤں، محلے کے مولوی صاحب ہیں۔ ان کے ایمان کو ہمہ وقت عقل و فکر اور تنقیدی بحث سے خطرہ لاحق رہتا ہے، کہیں تجزیہ ان کے ایمان کو مفروضہ ثابت نہ کر دے۔ مولوی کا کام ہے کہ عقل کو کافیاں، افسانوی احادیث او ر دیومالائی تاریخی واقعات سناسنا کر سوئے ہوئے محل میں قید سے بھاگنے نہیں دینا۔

آخر میں ان تینوں کو داخلی طور پر اکٹھا اور سرگرم رکھنے کیلئے **قادیانیت کے فساد** کا سرخ کپڑا دیکھا دینا ایک سدا بہار کلیہ ثابت ہوتا ہے۔ اس تمام سامراجی اسلام پسندی میں آپ کو امریکہ اس کا ہمدرد، مددگار اور رفیق سرپرستِ اعلیٰ نظر آئے گا، جو ان کو سوشلزم کا بت توڑنے کیلئے بطور ہتھوڑا استعمال کرتا رہا۔

اب ذرا ان امریکی ساختہ خدائی مشن کے اسلام پسند سپاہیوں کی عقلیت پر غور کرتے ہیں۔ ان کیلئے Law of Diversity فطرت نہیں، بلکہ شرک ہے۔ ان کے اسلام کی تعریف سے باہر، ہر ثقافت، سوچ، حقوق و فرائض نہ صرف بے معنی، بلکہ لائق تکفیر ہیں۔ ساری دنیا ان کیلئے صنم خانہ ہے، اور اللہ کی زمین سے ان بتوں کو مٹانا ہوگا۔ شعور ان کی لغت میں شیطانیت ہے، اور معروضی تحقیق و تنقید ان کے مطابق جو حق ہے، اسکی توہین۔

منتظر دانش: آج ہم ان عقل دشمن انتہا پسندوں، جن کی صرف Nuisance Value رہ گئی ہے کا انقلابی ایرنیوں سے تقابل کرواسکتے ہیں؟

نگاہ دار: جو مشن یوم اول سے جعلی، اور جھوٹ پر استوار ہو، کیا اُس کا پھر انجام بخیر ہوناتھا؟ بلکہ ایران میں انقلاب کی کامیابی نے پاکستان میں **پرویزیت، مودودیت، قادیانیت** کا نفسیاتی دیوالیہ نکال دیا۔ وقت اور واقعات نے ان سوشلزم دشمن امریکی سرمایہ دار سامراجیت کے ہمدردوں کو، انقلاب کش اور سیاسی احمق ثابت کر دیا۔ جماعت اسلامی کا کھوکھلا پن عیاں ہوتا گیا، اور پرویزیت کو جو کاغذی بخار چڑھا تھا ٹوٹ گیا۔

امریکہ نے سوشلزم کے خطرے کو ٹالنے کیلئے پہلے تو جنرل ایوب کے ذریعے بنگلہ دیش الگ کرنے کی تیاری مکمل کی؛ پھر ذوالفقار علی بھٹو کو **تحریک نظام** مصطفیٰ کی مدد سے جنرل ضیاء کے ہاتھوں قتل کروادیا۔ سرمایہ داری نظام کی سرپرستی میں پل کر پروان چڑھنے والے مذہبی عقل پسندوں کے انقلاب کش چہرے بے نقاب ہوگئے۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ جہاں انقلاب آنا

تھا، وہاں تو آ چکا: البتہ یہاں کوئی انقلاب و نقلاب آنے والا نہیں: بھٹو مروا دیا، سب خاموش، اسلام پسند خوش، اور معاملہ ٹھپ! ہاں البتہ حکمران طبقوں اور مذہبی جماعتوں نے خوب امریکی ڈالر اور سعودی ریال کمائے۔

وقت بدل گیا اور **سرد جنگ** (Cold War) تاریخ کے عجائب گھر میں چلی گئی۔ پاکستان میں جعلی عقل پسندوں اور مذہب کے ٹھیکداروں کے فریبی انقلاب کا نشہ ٹوٹ چکا۔ آج مسلمان ہی اس ملک میں غریب اور بے یار و مدد گار عوام کے سروں پر حکمرانی اور استحصال کے کوڑے برسا رہے ہیں۔ **آج کون باخبر آگاہ نہیں کہ یہ سب اسلام کے نام پر ڈرامہ رچایا گیا؛ جسکے دعویداروں نے عالمی شیطان، امریکہ کے طاغوتی نظام سے اسکے "Operation Cyclone" میں ملکر لوگوں کو خلافت اور نظام شریعت کے نام پر ماموں بنایا۔** ایسے بھیانک چہروں والوں کا بھلا ایرانی انقلاب کے ساتھ کوئی رشتہ بنتا ہے؟ ایران تو اکیلا اسلامی دنیا میں سیسہ پلائی دیوار بن کر امریکہ اور مغرب کے خلاف آج تک لڑتا چلا آ رہا ہے۔

ہم تو عالمی شیطان کے جہادی یار رہ چکے ہیں۔ کل کے ڈاکو دوست اگر آج مفادات کے تصادم کی بنا پر ایک دوسرے کے مخالف نظر آتے ہیں، تو اس میں کوئی حیرانگی کی بات نہیں ہونی چاہیئے۔

منتظر دانش: آپ نے بجا فرمایا کہ افغان جہاد ایک codeword تھا جو آج امریکہ نے خود ہی declassify کر دیا ہے۔ میں انقلابِ ایران کی اسلامی نوعیت آپ کی زبانی جاننا چاہتا ہوں۔

نگاہ دار: انقلابِ ایرانی کی اصلی نوعیت کو قومی کہنا مناسب رہے گا نہ کہ مذہبی۔ ہاں البتہ مذہب نے وہاں قوم کے شانہ بشانہ عالمی سامراج اور استحصال کا ڈٹ کر شاندار مقابلہ کیا۔ ہمیشہ کیطرح اس بار بھی شیعت نے درسِ کربلا کی روشنی میں شاہ ایران کے خلاف قومی جدوجہد کو Revolutionary Legitimacy عطا کی۔

پس ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ انقلاب ایران حقیقی معنوں میں ایران کا مغربی اور امریکی خواہشات اور غلبے کے خلاف ثقافتی، اقتصادیاتی، روحانی اور قومی و سیاسی ردِ عمل تھا۔ اس قدر جامع تحریک کو فقط فقہی مظہر کہہ کر گزر جانا، گویا، ایران کا بطور قوم تاریخ میں جاہلانہ انکار کرنا ہو گا۔

منتظر دانش: وہ کیسے؟

نگاہ دار: ایران میں اسلام سے قبل بھی عدل کا تصور باقاعدہ مذہبی طور پر پایا جاتا رہا ہے۔ یہ عدل پسند انقلابی قوم شروع سے تاریخ میں ظلم کے خلاف اپنے حقوق کی خاطر قیام کرنے کی عادی ہے۔ یوں پہلوی ملوکیت اور اس کے ساتھ شامل مغربی مداخلت کے خلاف ایران کا یہ انقلاب بالکل کوئی یکتا حادثہ نہ تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قاچاری شاہی کے زمانے میں 1906ء کے اندر ایرانیوں کے ہاں ایک **دستوری انقلاب** (Constitutional Revolution) رونما ہو چکا تھا۔ یہی وہ اس صدی میں ان کی پہلی کامیابی تھی جو آئندہ 1979ء کے یادگاری انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ دستوری انقلاب میں جن کا کردار

زیادہ اہم تھا وہ غیر مذہبی عقل پسند لوگ تھے: بلکہ اُس میں تو ہمیں **انقلاب فرانس** کی جھلک بھی نظر آتی ہے، جب رجعت پسند **آیت اللہ نوری** کو پھانسی لگا دیا گیا۔

پہلوی شاہ ایران کے خلاف بھی جو تبدیلی لائی گئی اسکی بنیادوں میں غیر مذہبی طاقتیں برابر کی شریک تھیں۔ **انقلابِ ایران** کو کسی طرح روح اللہ خمینی کے نام پر یرغمال یا محدود کر کے اسے زبردستی **مذہبی انقلاب** قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اگر انقلاب کی روح سے **سید جلال آلِ احمد، ڈاکٹر مصدق، ڈاکٹر علی شریعتی** کو خارج کر دیا گیا، تو انقلاب کی حقیقت اپنی جڑوں میں سوکھ کر اپنے تاریخی معنوں سے اجنبی ہو کر رہ جائے گی۔

منتظر دانش: غالباً یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں ایران کے انقلاب میں مذہبی نوعیت کا تجزیہ بڑا غیر معقول کیا جاتا ہے۔

نگاہ دار: روح اللہ خمینی نے بے ریش ڈاکٹر علی شریعتی کو جھٹلایا نہیں تھا، بلکہ اس معلم انقلاب کے مشن کو منظم طور پر آگے کامیابی کیساتھ بڑھایا۔ اس کے برعکس ہمارے ہاں پہلے **محمد علی جناح کو کافرِ اعظم** کہا جاتا رہا، پھر شریعت کے متوالوں نے جنرل ضیاء جیسے محسن کش بھیانک شخص کیساتھ ملکر قوم کے ہیرو ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ وہی کیا جو **Henry Kissinger** چاہتا تھا۔ کیا ہی قابل نفرت تضادات اور منطقی بیہودگی کا مجموعہ تھا ہمارے اسلامی سامراج پسندوں کا **جعلی انقلاب**۔

منتظر دانش: میں حیران ہوں کہ کس بنیاد پر ہماری عوام اکثر کہتی سنائی دیتی ہے کہ ہمیں یہاں بابا خمینی چاہئیے؛ جبکہ شیعت کو رافضیت اور کفر کہتے کہتے ان کی عقل تھکتی نہیں۔

نگاہ دار: اصل میں ہماری قوم کو شغل میلہ چاہیے۔ یہ انقلاب میں اپنا خون کبھی نہیں دیں گے، جبکہ ہجرت میں جتنے مرضی چاہو کاٹ لو۔ ان کو غم یہ ہے کہ بھٹو تو مار دیا، خمینی کیوں ہتھے نہیں چڑھا۔ ایک سال بھٹو کو جیل میں قومی ہیرو سے قومی مجرم بنا کر قید رکھا۔ بھٹو کا یہ جملہ تاریخی وزن رکھتا ہے: **"ڈرپوک قوم کے بہادر لیڈروں کا یہی انجام ہوتا ہے"۔**

انقلابات وہاں رونما نہیں ہوا کرتے جہاں روح میں تضادات کی کثافتیں؛ دماغ میں حقائق سے دھوکے بازیاں؛ نفسیات منافقت کے مزوں کی عادی ہو۔ کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ کوئی نومولود بغیر قلب کے زندہ رہ سکتا ہے؟

منتظر دانش: یہ کوئی معجزہ ہی ہونا چاہیے۔

نگاہ دار: کیا پاکستان وہ معجزہ نہیں ہو سکتا؟

منتظر دانش: حیات کو رواں دواں رکھنے کیلئے قلب ہی جب اپنے مرکز میں موجود نہیں تو گردشِ خون کیسا؟

نگاہ دار: بس یہی معجزہ برطانیہ نے تقسیمِ ہند کر کے دیکھایا۔ کیا برطانیہ نے مسٹر جناح کو اپنی سکیم میں شامل کر کے تمام منصوبہ چوپٹ کرنا تھا؟

منتظر دانش: اس تقسیم میں قلب کی حیثیت سے آپ کی مراد کیا ہے؟

نگاہ دار: دہلی! جس کی قلبی حیثیت شمال مغربی ریاست کو فعال بنانے کیلئے ایک تاریخی حقیقت ثابت ہے۔ چنانچہ بنا دہلی انگریز نے نومولود پاکستا ن کی خود مختار رہنے کی صلاحیت بے معنی کر دی : بھٹو نے ٹھیک کہا، ہماری آزادی ایک Myth of Independence ہے۔ اس نیم مردہ نومولود ریاست کو برطانیہ نے اپنے ventilator پر چڑھالیا؛ جسے بعد میں امریکہ نے اقتصادیات کے steroid ٹیکے لگا کر ہماری ایک مصنوعی Steroid economy بنادی۔ جو نہی ٹیکہ روکو، سمجھو ملکی زندگی بھی خطرے میں پڑ گئی۔ جب سوویت یونین اپنے داخلی تضادات کا خود ہی شکار ہو چکا، تو اسلام پسندوں کی بھی ضرورت ختم ہو گئی۔ پیچھے کیا بچنا تھا: محکوم اور محرومی کا شکار معاشرہ؛ احمق، بزدل اور مفلس رعایا، جن پر انگریز اپنی جگہ دیسی منافق، بے رحم، ظالم حکمرانوں کا تیار کردہ طبقہ چھوڑ گیا۔ سوویت یونین کے بعد اب جب steroids بند ہونے شروع ہوئے تو پاکستان کی حالت غیر ہونا شروع ہو گئی۔ امریکہ کی یہ Anti-soviet چھاؤنی خالی ہو گئی، بنا کرائے دار کے۔

جب یوں ہی کچھ عرصہ گزرا، تو ایسا لگا جیسے ملک کی قسمت ایک دفعہ پھر چمکنے والی ہو۔ دوبارہ امریکی اور سعودی دولت کے انجکشن لگنے شروع ہوں گے۔ مطلب امریکہ کو نئے مشن کیلئے ہماری خدمات درکار تھیں۔ لیکن بد قسمتی یہ نکلی کہ اس بار جغرافیائی اعتبار سے صورتحال بڑی نازک تھی۔ ایک طرف شمال میں چین تو جنوب میں ایران کے خلاف جہاد کرنا تھا۔ اوپر سے امریکہ نے وہ ایٹم بم بھی طلب کر لیا جو ہم نے افغان فساد کے دوران چوری چھپے بنا رکھا تھا۔ ایٹمی طاقت ہونا اب پاکستان کے حکمرانوں واسطے بقا کا سوال تھا۔ چنانچہ انکار کرنا پڑا۔ جس پر امریکہ نے سعودی ریال کی مدد سے مجاہدین کو طالبان میں تبدیل کر کے خود پاکستان ہی کے اندر جہاد شروع کر وادیا۔ پاکستان چین کے سہارے جنرل مشرف کے وقت اکڑ تو گیا؛ لیکن ملک کی اقتصادیاتی حالت امریکہ نے عالمی ھتکنڈوں سے ایسی ابتر کر دی کہ پاکستان معلوم ہوتا تھا بنا بجلی کے غاروں کی دنیا میں چلا گیا ہو۔ ہر طرف طوائف الملوکی دھماکوں اور ڈنڈوں کیساتھ جہاں جی چاہے دھن دھناتی پھر رہی تھی۔ علیحدگی پسند تحریکوں اور بغاوتوں نے اسی امریکہ کی سرپرستی میں سر اٹھالئے، جو کبھی جہاد میں ہمارا باپ ہوا کرتا تھا۔

ان بے شمار جان لیوا مسائل کا اکیلا اور مکمل بد عنوان ہمارا پاکستانی حکمران طبقہ اور نظام سرمایہ داری کیسے مقابلہ کریں؟ مجبوراً چین کیساتھ ساتھ ایران کو ملانا پڑ گیا: خواہشات اور قلبی میلان امریکہ کیطرف تھا؛ لیکن مجبوری اور خوفِ حیات نے چین اور ایران کو گلے لگا دیا۔

منتظر دانش: ویسے اِنہوں نے بھی کیا قسمت پائی ہے کہ بقا اور کفایت کیلئے کوئی نہ کوئی مل ہی جاتا ہے۔

نگاہ دار: اگر چین پاکستان کا ساتھ نہ دے تو یقین کیجئے، بنا جنگ پاکستان اپنے ہی داخلی تنازعات اور تضادات کا لقمہ اجل بن جائے گا۔ یہ دنیا میں ایسی منفرد ایٹمی قوت ہے جس کے پاس شاید فرانس سے بھی زیادہ ایٹم بموں کا ڈھیر لگا ھو؛ لیکن معاشی بد حالی اسکی سری لنکا کے لگ بھگ ہے۔ حکمران طبقے اپنی عیاشیوں کا سامان اور ملکی اخراجات کا بندوبست عوام کی بد دعاؤں سے کرنے پر اُتر چکے ہیں۔

منتظر دانش: چین کو ہم جیسے بے اعتبار دوست کی کفایت کرنے سے حاصل کیا ہو سکتا ہے؟

نگاہ دار: پاکستان کی چین کیلئے بڑی geopolitical قدر و قیمت ہے۔

منتظر دانش: مثلاً؟

نگاہ دار: امریکہ اور مغرب چاہتے ہیں کہ Chinese economy زوال پذیر کرنے کیلئے انڈیا کو اس کا عالمی منڈی میں حریف کھڑا کر دے۔ تاہم پاکستان کے ہوتے یہ ممکن نہیں۔

منتظر دانش: کیسے؟

نگاہ دار: آپ نے پچھلے دنوں **لداخ** میں ہونے والا ڈرامہ ملاحظہ کیا؟ کیسے چین نے انڈیا کو خبر دار کیا کہ ذرا ہوش کے ناخن لے! پس چین پاکستان کے ذریعے انڈیا پر جنگ مسلط کر کے اسے معاشی طور پر برباد کر سکتا ہے۔ پھر گوادر بندر گاہ جونہی فعال ہوئی، چین زبر دست طاقت بن کر قطعی طور پر اقتصادیاتی دنیا میں چھا جائے گا۔

منتظر دانش: ذرا اس آخری نقطے پر ضیا پاشی کیجئے گا۔

نگاہ دار: CPEC کے تحت چین اور پاکستان کے درمیان تجارتی راستہ نہایت سستا اور مختصر ہو جاتا ہے۔ اگر چین اپنا East Asia Pacific والا روایتی راہ جاری رکھے تو سفر نہ صرف مہنگا اور وقت لیوا، بلکہ پُر از خطرات بھی ہے۔ علاوہ ازیں گوادر میں بیٹھا وہ بآسانی خلیج فارس اور بحر الہند جیسے اہم پانیوں پر نظر رکھتے ہوئے امریکہ اور مغرب کی geostrategy کو موثر طور پر جواب دے سکتا ہے۔ **چاہ بہار معاہدے** کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آچکی ہے۔

منتظر دانش: اس geopolitical صورتحال میں ہمارا سیاسی کردار کیا ہونا چاہئے؟

نگاہ دار: ہماری سیاست کا پول تو اب تک کھل چکا ہے؛ البتہ ملک کی جغرافیائی پوزیشن سے انکار کیسے کیا جا سکتا۔ ہمیں تسلیم کرنا ہو گا کہ امریکی یاریوں کے سنہری موج مستی کے ایام گئے، اور اب نہایت دیانت داری سے چین کی مشرق ساز تحریک میں، جسے Easternization **کہا** گیا ہے، عقلمندانہ شمولیت اختیار کرنے کا خود کو اہل ثابت کریں: ورنہ ہم تاریخ کے پہیے تلے کچلے جائیں گے۔ دیکھیں پہلے ہی بڑی تاخیر ہو چکی ہے؛ وہ تو خدا چین کا بھلا کرے کہ ہم جیسے منافقوں کا ہاتھ پکڑ لیا؛ ورنہ امریکہ ہمیں بم سمیت ہضم کرنے کا انتظام پچاس سال پہلے سے ہی آبی ڈیم نہ بنوا کر بجلی کی آڑ میں کر چکا تھا۔ ہم تو آج بھی قوم و قیادت سمیت سیلابوں کی آفت کے باوجود سیاسی شغل میلوں میں مصروف ہیں: تاہم ایسی ذہنی تفریحات کا نام سیاسی شعور رکھے بیٹھے ہیں۔

منتظر دانش: تحریک خلافت سے لیکر آج تک اس حقیقت کا پتہ چل گیا کہ ہمارے خطے، ملک میں انقلاب کی امید گویا خود فریبی سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ البتہ ہم Easternization کو اختیار کرنے کیلئے اپنے اندر اصلاح کاری کر سکتے ہیں۔

نگاہ دار: جی یہ بالکل ٹھیک ہے کہ انقلاب نہیں، بلکہ اصلاح ممکن ہے۔

منتظر دانش: کیسے اس امکان کو حقیقت بنایا جاسکتا ہے ؟

نگاہ دار: اس کیلئے تین نقاط پر عمل پیرا ہونا پڑے گا؛ تاکہ مسائل کے حل واسطے ایک جامع مساوات حاصل کی جاسکے۔

اوّل: ریاست کو سیکولر از کیا جائے۔ جیسے حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ غیر اسلامی عادل ریاست مسلمان ظالم ریاست سے بہتر ہے۔

دوم: اقتصادیاتی نظام سوشلسٹ بنیادوں پر قیام میں لایا جائے: بیشک وہ Market Socialism ہی ہو۔ اس کیلئے علی شریعتی کے ہیرو، ابوذر غفاری کی مثال ہمارے لئے نمونہ ہونی چاہیئے۔

سوم: تمام عالمگیر ادیان اور مسلمان مسالک کا مستند تقابلی مطالعہ نصاب میں ضروری قرار دیا جائے، تاکہ قوم مذہب کی عالمگیر، فطرتی اور آفاقی روح سے آشنا ہوتے ہوئے جدید طبعی علوم سے اخلاقی طور پر مستفید ہو سکے۔ قوم میں تاریخ، ثقافت، سیاست کی بحث کیلئے تنقیدی مزاج پیدا کرنا ہو گا۔

والسلام

13-09-2022